114877-زنا کی حد میں صرف چار گواہ

سوال

میرا سوال یہ ہے کہ: اسلامی شرعی عدالت میں پیش کردہ مقدمے میں چار گواہوں سے کیا امور مطلوب ہیں، اور ان سے مقصود کیا ہے؟

پسندیدہ جواب

فقہ اسلامی میں گواہی ثبوت کے لیے
ایک دلیل ہوتی ہے، اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنی کتاب قرآن مجید میں کئی ایک مقامات
پر کیا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گواہی کے ساتھ فیصلہ کرنا بھی ثابت
ہے، اور کتب فقہ میں گواہی کے متعلق بہت شرح و تفصیل سے بیان کیا گیا ہے.

یہاں ہم اس بابت جو سوال کے متعلق
ہے تین امور کی تنبیہ کرنا پسند کرتے ہیں:

پہلی چیز:

مطلوبہ گواہوں کا نصاب اور تعداد
مختلف ہے، اور جس چیز کی گواہی دی جائیگی اس کے اعتبار سے ہی گواہوں کی تعداد ہو،
ہر قسم کی گواہی میں کوئی ایک ہی تعداد محدود نہیں، کچھ ایسے معاملات ہیں جن میں
صرف ایک عادل شخص کی گواہی قبول ہوتی ہے، اور کچھ معاملات کے لیے دو گواہوں کی شرط
ہے، اور کچھ میں چار گواہوں کی شرط ہے.

بلاشک و شبہ یہ چیز شریعت اسلامی کے
کمال اور اس کی حکمت بالغہ میں شامل ہوتا ہے کہ معاملات اور موضوع کی اہمیت و خطرہ
اور تاثیر کے اعتبار سے گواہی کا خیال رکھا گیا ہے، اور ہر معاملہ میں جو مناسب ہو
گواہوں کی تعداد مقرر کی گئی ہے.

الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے:

"جس موضوع کی گواہی دی جا رہی ہے اس
میں گواہوں کی تعداد موضوع کے حساب سے مختلف ہوگی:

ا کچھ گواہیاں تو ایسی ہیں جن میں
چار مردوں کی گواہی سے کم قبول نہیں ہوتی، اوران میں عورت شامل نہیں، اور یہ زنا
میں ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

**.{اور وہ لوگ جو پاکدامن عورتوں پر
زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کرسکیں توانہیں اسی کوڑے لگاؤ، اور کبھی
بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں}**.النور(4).

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم !اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو کیا اسے اتنی مہلت دوں حتی کہ
چار گواہ لے کر آؤں ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا : جی ہاں"

اسے مسلم نے روایت کیا ہے.

ب اور کچھ معاملات ایسے ہیں جن میں
دو مردوں کی گواہی قبول ہوتی ہے اس میں عورت نہیں، اور یہ زنا کے علاوہ باقی سارے
وہ معاملات ہیں جن میں حدود اور قصاص ہے، مثلا چوری میں ہاتھ کاٹنا، اور شراب نوشی
کی حد، اور حرابہ کی حد، اس میں علماء کا اتفاق ہے.

اور جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ جن پر
غالبا مرد مطلع ہوسکتا ہے، اور وہ نہ تو مال سے ہو اور نہ ہی اس سے مال حاصل کرنا
چاہتا ہو، مثلا نکاح، طلاق، رجوع، ایلاء، ظہار، نسب، اسلام، ارتداد، جرح، تعدیل،
موت، وکالت، وصایہ اور گواہی پر گواہی وغیرہ تو فقہاء کے ہاں یہ دو گواہوں کی گواہی
سے ثابت ہوجائیگی، اوران گواہوں میں عورت شامل نہیں ہوسکتی، اس میں انہوں نے
دلیل یہ دی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے طلاق اور رجوع اور وصیت میں دو مردوں کی
گواہی بالنص بیان کی ہے.

طلاق اور رجوع کے متعلق اللہ سبحانہ
وتعالی کا فرمان ہے :

{تو جب یہ عورتیں اپنی عدت پوری
کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں یا تو قاعدہ کے مطابق اپنے نکاح میں رہنے دو، یا
دستود کے مطابق انہیں الگ کردو، اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ بنا لو
}الطلاق (2).

اور وصیت کے متعلق فرمان باری تعالی
اس طرح ہے :

{اے ایمان والو! تمہارے آپس میں دو
شخص کا گواہ ہونا مناسب ہے، جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور وصیت کرنے کا
وقت ہو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں، خواہ تم میں سے ہوں یا غیر لوگوں میں سے
دو شخص ہو، اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو اور تمہیں موت آجائے اگر تمہیں شبہ ہو تو ان
دونوں کو نماز کے بعد روک لو پھر دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم اس قسم کے عوض
کوئی نفع نہیں لینا چاہتے، اگرچہ کوئی قرابت دار بھی ہو اور اللہ تعالی کی بات کو
ہم پوشیدہ نہ کرینگے، ہم اس حالت میں سخت گنہگار ہونگے }المآئدۃ (106).

اور نکاح کے متعلق رسول کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر
نکاح نہیں ہوتا"

اسے بیھقی نے روایت کیا ہے.

اور امام مالک نے امام زہری سے بیان
کیا ہے :

"یہ طریقہ اور سنت چل رہی ہے کہ
حدود اور نکاح اور طلاق میں عورت کی گواہی جائز نہیں، اور جس میں مذکورہ شرط پائی
جائے اسے بھی اس پر قیاس کرو.

ج احناف کہتے ہیں :

وہ معاملات جس میں دو مرد گواہ یا
پھر ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول ہوتی ہے وہ حدود اور قصاص کے معاملات کے
علاوہ باقی معاملات ہیں، چاہے وہ مال ہو یا غیر مال، مثلا نکاح، طلاق، آزادی،
وکالت، وصیت اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے :

**.{اور اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ
لو، اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کر لو،
تاکہ ایک بھول چوک کو دوسری یاد کرا دے }.** البقرۃ (282).

اور جمہور نے دو مردوں یا ایک مرد
اور دو عورتوں کیگواہی کو صرف مال یا مال کے معنی والے معاملات میں ہی اقتصار کیا
ہے، مثلا بیع، اور حوالہ، ضمان، مالی حقوق، مثلا اختیار، اور مدت وغیرہ.

د اور کچھ ایسے معاملات ہیں جس میں
صرف عورتوں کی ہی گواہی قبول کی جاتی ہے، اور وہ ولادت اور رضاعت، اور پیدائش کے
وقت بچے کا چیخنا، اور وہ چھپے عیوب جن پر اجنبی مرد مطلع نہیں ہوسکتا، اس میں صرف
عورت کی گواہی ہی قبول کی جائيگی.

لیکن ان امور کے ثبوت میں گواہوں کی
تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے، کہ ان امور میں کتنی عورتوں کی گواہی ہو تو وہ
معاملہ پایا ثبوت تک پہنچے گا، اس میں پانچ قول ہیں.

و اور کچھ ایسے معاملات بھی ہیں جس
میں صرف ایک گواہ کی گواہی قبول کی جاتی ہے، چنانچہ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے
میں ایک عادل شخص کی گواہی قبول کی جائیگی، اس کی دلیل ابن عمر رضی اللہ تعالی
عنہما کی یہ حدیث ہے :

"لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی
تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے چاند دیکھا ہے، تو رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم
دیا"

اسے ابوداود نے روایت کیا ہے. انتہی
مختصرا

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ(226/26
–229).

دوسرا معاملہ:

زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کی
گواہی میں شرط یہ ہے کہ: مسلمان اور آزاد اور عادل ہونے کے علاوہ انہوں نے اپنی
آنکھوں سے دیکھا ہو اور پوری وضاحت اور دقیق وصف کے ساتھ بیان کریں، اس میں مرد اور
اجنبی عورت کا ایک جگہ جمع ہونے کو دیکھ کر بیان کرنا کافی نہیں، چاہے انہیں اس نے
بے لباس بھی دیکھا ہو، اور اس گواہی کی خصوصیت میں یہ شامل ہے.

ابن رشد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اور گواہوں سے زنا کا ثبوت:

علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ گواہوں
سے زنا ثابت ہوجاتا ہے، اور باقی سارے حقوق کے برخلاف اس میں چار گواہوں کی شرط ہے،
کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

.{پھر وہ چار گواہ پیش نہ کر سکیں}.

اور وہ گواہ عادل ہوں، اور اس گواہی
کی شرط یہ ہے کہ انہوں نے مرد کی شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ میں دیکھا ہو، اور پھر
یہ صراحت کے ساتھ بیان کیا جائے نہ کہ اشارہ کنایہ کے ساتھ" انتہی.

دیکھیں: بدایۃ المجتھد(439/2).

اور امام الماوردی کہتے ہیں:

"اور زنا میں گواہی کا طریقہ اور
وصف یہ ہے کہ: اس میں گواہوں کا یہ کہنا کافی نہیں: ہم نے اسے زنا کرتے دیکھا، بلکہ
انہیں وہ وصف بیان کرنا ہوگا جس زنا کا انہوں نے مشاہدہ کیا ہے، اور وہ اس طرح

کہیں : ہم نے مرد کا عضو تناسل عورت کی شرمگاہ میں اس طرح داخل ہوتے دیکھا جس طرح
سرمہ ڈالنے کی سلائی سرمہ دانی میں داخل ہوتی ہے.

ایسا تین امور کی بنا پر کیا جائیگا :

اول :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز
رضی اللہ تعالی عنہ کے اقرار کو ثابت کرنے کے لیے فرمایا :

کیا تو نے اس طرح دخول کیا جس طرح کہ
سرمہ ڈالنے والی سلائی سرمہ دانی میں داخل ہو جاتی ہے، اور پانی کا ڈول کنوئیں میں
؟

تو اس نے کہا : جی ہاں، تو رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا"

تو یہ چیز اقرار میں بطور ثبوت پوچھی
گئی تو پھر گواہی میں بالاولی یہ طریقہ ہو گا.

دوم :

جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس
گواہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف زنا کی گواہی دی اور وہ گواہ :
ابو بکرہ، اور نافع، اور نفیع، اور زیاد تھے تو ابو بکرہ اور نافع اور نفیع نے
صراحت کے ساتھ بیان کیا، لیکن زیاد کو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا :

تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ بیان کرو،
اور مجھے امید ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی تیری زبان سے صحابی کی ہتک نہیں کریگا.

تو زیادہ کہنے لگا : میں نے ایک نفس
کو اوپر ہوتے دیکھا، یا دو سرین اوپر دیکھے، اور میں نے اس عورت کی ٹانگیں اس کی
گردن پر دیکھیں گویا کہ وہ دونوں ٹانگیں گدھے کے کان ہوں.

اے امیر المومنین میں نے جانتا کہ اس
کے پیچھے کیا تھا.

تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے نعرہ
تکبیر بلند کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا، اور گواہی ساقط کردی اور اسے مکمل نہ سمجھا "

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ کی
اس تہمت سے برات کی تفصیل آپ سوال نمبر (
120030) کے جواب میں دیکھ سکتے ہیں.

سوم :

زنا لفظ مشترک ہے، نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"آنکھیں زنا کرتی ہیں، اور ان کا
زنا دیکھنا ہے، اور ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں، اور ان کا زنا پکڑنا اور چھونا ہے، اور
اس سب کی تصدیق یا تکذیب شرمگاہ کرتی ہے"

اس لیے زنا کے ثبوت کی گواہی میں اس
احتمال کی نفی کے لیے لازم ہے زہ انہوں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ بیان کریں، کہ مرد کی
شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں داخل تھی" انتہی.

دیکھیں : الحاوی (227/13).

تیسرا معاملہ :

زنا کے معاملہ میں اس شدت کے ساتھ
گواہی کی تخصیص میں عزت و ناموس کی حفاظت میں مزید احتیاط ہے، تا کہ لوگ طعن اور
تہمت لگانا آسان نہ سمجھیں.

اور اس باریکی اور دقیق وصف کے ساتھ
گواہی کی شرط ہونے کی بنا پر کسی شخص پر زنا کی حد کا جاری ہونا بہت مشکل ہے، الا
یہ کہ وہ خود اعتراف کرلے، اور جس شخص پر اتنی دقیق اور باریکی سے گواہی دیے جانے

پر حد جاری ہو تو یہ اس جرات اور شنیع فعل کی دلیل ہے. جس کی سزا میں وہ عبرت ناک سزا کا مستحق ٹھرتا ہے.

امام ماوردی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جس معاملے کی گواہی دی جارہی ہے اس
کے سخت ہونے اور شدید ہونے کے اعتبار سے گواہی بھی شدید ہوگی، جب زنا اور لواطت و بدکاری سب سے برے اور فحش کام میں شامل ہوتی ہے. جس سے منع کیا گیا ہے تو اس کے آخر میں گواہی بھی اتنی ہی شدید رکھی گئی، تاکہ حرمت کی بے پردگی نہ ہو، اور اسے ختم کرنے کا باعث بنے" انتہی.

دیکھیں : الحاوی (226/13).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
کہتے ہیں :

"زنا پر گواہی کی وجہ سے کوئی حد
نہیں لگائی جاسکتی، اور میرے علم کے مطابق تو گواہی کے ساتھ زنا کی حد لگائی ہی نہیں گئی، بلکہ یہ یا تو اعتراف یا پھر حیلہ کے ساتھ لگائی جاتی ہیں"

دیکھیں : منھاج السنۃ (95/6).

واللہ اعلم.